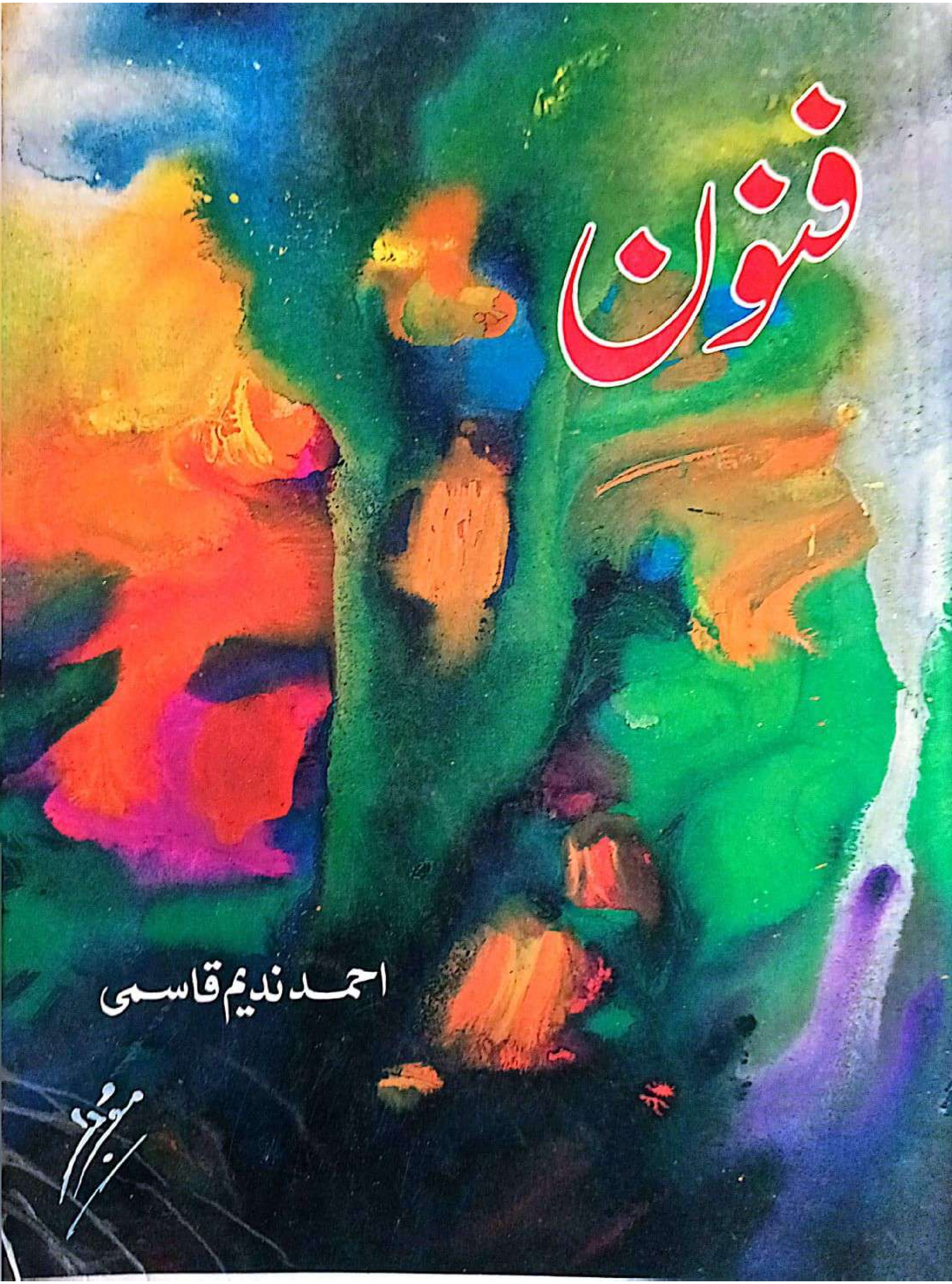

فنون
احمد ندیم قاسمی

ٹیلی فون : ۶۳۰۴۸۲۰

سہ ماہی فنون لاہور

مدیر

احمد ندیم قاسمی

مدیر منتظم

منصورہ احمد

تزئین کار

موجد

زر سالانہ : (چار شماروں کے پیکج کے لئے)

پاکستان میں : ۴۰۰ روپے

امریکہ افریقہ کینیڈا کے لئے = ۶۰ امریکی ڈالر یا اس کے مساوی

باقی ممالک کے لئے = ۴۵ ڈالر یا اس کے مساوی

شمارہ : ۱۱۳

مئی ---- دسمبر ۲۰۰۰ء

قیمت فی شمارہ : ۱۲۰ روپے

مقام اشاعت : میاں چیمبرز ' ۳- ٹمپل روڈ ' لاہور (پاکستان)

اثاثہ

احمد حسین مجاہد

حامد آئے دن کی بحث و تکرار سے تنگ آ گیا تھا۔ اقبال بھیّا جب بھی گھر آتے تھے' جائیداد کے بٹوارے کے معاملے پر ابّا سے ضرور الجھتے تھے۔

"بچے بڑے ہو گئے ہیں' ان کے تعلیمی اخراجات پر پوری تنخواہ اٹھ جاتی ہے۔"

"سفید پوشی کا بھرم رکھنا محال ہو گیا ہے۔"

"ہر مہینے قرض کے لئے کسی نہ کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے پڑتے ہیں۔"

ابّا ان کی باتیں خاموشی سے سنتے رہتے اور اقبال بھیا ڈھٹائی سے جائیداد کے بٹوارے کے حق میں دلائل دیتے رہتے۔ ان کا خیال تھا کہ جائیداد کی تقسیم کے بعد ان کے سارے مسائل ختم ہو جائیں گے۔

حامد سے ابا کی بے بسی دیکھی نہیں جاتی تھی مگر وہ اقبال بھیا کے منہ نہیں آنا چاہتا تھا۔ آخر وہ عمر میں اس سے پورے چار سال بڑے تھے۔ اماں دل کی مریض تھیں۔اقبال بھیا کے لہجے کی تلخی اور ابا کی بے چارگی نے وقت سے پہلے ان کی آنکھوں میں ویرانی بھر دی تھی۔ اماں اس عالم میں بھی سب کا کتنا خیال رکھتی تھیں۔ حامد کو رہ رہ کر وہ دن یاد آ رہے تھے جب اقبال بھیا بے روزگار تھے۔ اماں روز کے روز اپنے دوپٹے کی گرہ میں بندھے روپوں سے ان کا حصہ علیحدہ کر کے ان کی جیب میں ڈال دیا کرتی تھیں۔ اماں سب کی ضرورتوں اور خواہشوں کا ہر طرح سے خیال رکھتی تھیں۔ رہے ابا' تو ان کا مزاج شروع ہی سے درویشوں جیسا تھا۔ دنیاداری کے معاملات میں ابّا کی بے نیازی دیکھنے کے لائق تھی۔ وہ بہت کم بولتے تھے اور جب بات کرتے تھے تو اتنے دھیمے لہجے میں کہ بعض اوقات اپنی سماعت پر شک سا ہونے لگتا تھا۔ جس دن حامد محکمہء تعلیم میں کلرک بھرتی ہوا تھا' ابا نے اسے چارپائی پر اپنے پاس بٹھا کر بس اتنا ہی کہا تھا کہ بیٹا اس دنیا کا کچھ بھروسہ نہیں۔ اپنے قلم کی سیاہی اور خون کی سرخی کو آلودگی سے ہمیشہ بچا کے رکھنا۔ وہ ان کا مدعا سمجھ رہا تھا۔ اس نے اسی دن یہ عہد کیا تھا کہ وہ بھی دنیا کے پیچھے نہیں بھاگے گا اور حرام کے لقمے سے اپنے آپ کو ہمیشہ بچا کے رکھے گا۔ اقبال بھیا کے شب و روز اس کے سامنے تھے۔ وہ ایک تھانے کے کرتا دھرتا تھے۔ ان کی بالائی آمدنی ان کی تنخواہ سے کئی گناہ زیادہ تھی مگر حصول زر کی ہوس انہیں پل بھر ٹک کر نہیں بیٹھنے دیتی تھی۔ اسی ہوس نے اقبال بھیا کو جائیداد کے قبل از وقت بٹوارے کے مسئلے پر ابا کے سامنے لا کھڑا کیا تھا۔ ابا اپنی زندگی میں جائیداد کی تقسیم کے مطالبے کو پہلے پہل اقبال بھیا کی بچوں جیسی خواہش سمجھ کر چپ ہو لئے تھے مگر اب یہ معاملہ شدت اختیار کرتا جا رہا تھا۔ ابا کی بے چینی سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ اندر ہی اندر اب اس معاملے پر سنجیدگی سے غور

کر رہے ہیں۔

ایک رات جب ابّا عشا کی نماز پڑھ چکے تو انہوں نے حامد اور اماں کو اپنے کمرے میں بلا لیا اور باتوں باتوں میں جائیداد کی تقسیم کا عندیہ دے دیا۔ حامد چپ چاپ ابا کے دکھ کو اپنے اندر اتارتا اور سلگتا رہا۔ وہ ساری رات اس نے آنکھوں میں کاٹ دی۔ ابا اور اماں کے مہربان مگر دھندلائے ہوئے چہرے ساری رات اس کی آنکھوں میں بسے رہے۔

ہفتہ وار چھٹی پر جب اقبال بھیا گھر آئے تو انہوں نے ایک دفعہ پھر ابا سے بحث شروع کر دی۔ ابا ان کی باتیں سنتے اور دھیرے دھیرے مسکراتے رہے۔ ابا کی معنی خیز مسکراہٹ جیسے لطیف پیرایۂ گفتگو کو سمجھ لینا اقبال بھیا کے بس کی بات نہیں تھی۔ وہ تو بس اپنی ہی دھن میں بولتے چلے جا رہے تھے۔ جب وہ بول بول کر تھک گئے تو ابا نے ایک بار حامد اور اماں کی طرف دیکھا اور پھر اپنے مخصوص دھیمے لہجے میں کہا کہ انہوں نے جائیداد کی تقسیم کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اقبال بھیا کی آنکھوں میں ایک چمک سی لہرائی مگر پھر جلد ہی بے یقینی کا زرد رنگ ان کے چہرے پر پھیل گیا۔ ابا تھوڑی دیر چپ رہے اور آنکھیں بند کر کے اپنے اندر کے کرب کو باہر آنے سے روکتے رہے۔ پھر بولے:
"میں نے تم دونوں بھائیوں میں جائیداد کی تقسیم کا فیصلہ کر لیا ہے" ابا نے اپنا داہنا ہاتھ فضا میں بلند کرتے ہوئے شہادت کی انگلی سے ان دونوں کی طرف اشارہ کیا۔

"مگر ابا ــــــــ" حامد کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

"ہاں ہاں، بولو!" ابا نے کہا۔

"میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جائیداد کے ساتھ ساتھ دیگر اثاثوں کو بھی ہم دونوں میں تقسیم کر دیا جائے تو یہ جھگڑا ہمیشہ کے لئے ختم ہو سکتا ہے" حامد نے اپنی نظریں ابا کے چہرے پر مرکوز کرتے ہوئے کہا۔

"جائیداد کے علاوہ بس ایک یہ حویلی ہی تو ہے اور ہمارے پاس رکھا ہی کیا ہے" اس دفعہ اماں نے بولنے میں پہل کی۔

"نہیں اماں! ہمارے پاس اور بھی بہت کچھ ہے۔" حامد نے اقبال بھیا کی طرف ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"مثلاً؟" ابا نے پوچھا۔

اقبال بھیا حیران تھے کہ ایسے کون سے اثاثہ جات ہیں جن کا انہیں علم تک نہیں۔ وہ حامد کے چہرے پر نظریں گاڑے ان اثاثوں کی تفصیل جاننے کے لئے بے چین ہوئے جا رہے تھے۔

"ابا! اگر آپ اجازت دیں تو میں جائیداد اور دیگر اثاثوں کی تقسیم کا نہایت آسان فارمولا آپ کے سامنے پیش کر دوں؟" حامد نے کہا۔

"بسم اللہ، بسم اللہ!" ابا نے لمحہ بھر کے توقف کے بعد روح میں چھید کر دینے والے انداز میں کہا اور سرہانے کے نیچے پڑی تسبیح اٹھا کر داہنے ہاتھ کی مٹھی میں دبا لی۔

"ابا! میں چاہتا ہوں کہ جائیداد اور حویلی اقبال بھیا لے لیں اور باقی اثاثے میں۔"

"مگر یہ باقی اثاثے ہیں کیا؟" اقبال بھیا کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور وہ پھٹ پڑے۔ "حامد میاں! دیکھو! میں

اَن دیکھا سودا کیسے کر سکتا ہوں۔ مجھے پتہ تو چلنا چاہئے کہ آخر ابا نے کون سا خزانہ مجھ سے چھپا کر رکھا ہوا ہے، جس کے لئے تم مرے جا رہے ہو۔" اقبال بھیا نے غصے سے اپنا ہاتھ میز پر مارتے ہوئے کہا۔

"حامد! اقبال مجھے مشکوک نگاہوں سے دیکھتا ہے تو آسمان کا بوجھ مجھے اپنے نحیف شانوں پر محسوس ہوتا ہے۔ اب تم ہی بتا دو کہ میں نے اپنی گدڑی میں کون سا خزانہ چھپا رکھا ہے" شدّتِ جذبات سے ابا کی آواز کانپنے لگی اور ان کی پلکوں کے کنارے بھیگ گئے مگر انہوں نے آنسوؤں کو کسی نہ کسی طرح پس چشم ہی ادھر ادھر کر دیا۔

حامد نے کچھ کہنے کے لئے لب کھولے مگر لفظ اس کے حلق میں کانٹے کی طرح الجھ کر رہ گئے۔ اسے ایسا لگ رہا تھا کہ اگر وہ ایک لفظ بھی کہے گا تو پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے گا۔ اس نے اپنے آپ کو جمع کیا اور رندھی آواز میں کہا "اقبال بھیا! اماں اور ابا ہمارا اثاثہ ہی تو ہیں۔"

وہ کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا مگر اب مزید کچھ کہنا اس کے بس میں نہیں تھا۔ اس پر سرشاری کی ایک ایسی کیفیت طاری تھی کہ اسے اپنا جسم اپنی روح سے ہلکا دکھائی دینے لگا تھا۔ اسی عالم میں اس نے ابا کی طرف دیکھا۔ آنسو ابا کے چہرے کی جھریوں میں چمکتے ہوئے صاف دکھائی دے رہے تھے۔

☆☆☆☆☆

The FUNOON Quarterly

Editor: *Ahmad Nadeem Qasimi*

☎ No: 6304820

Date: ۲۲-اگست ۲۰۰۰ء

عزیز مکرم - دعا

افسانہ ملا - شکریہ - خاصا موثر ہے - شاید اس لیے کہ میں افسانہ نگار ہوں، مجھے اسی وقت اس کے انجام کا اندازہ ہو گیا تھا جب حامد کو اپنے بڑے بھائی کے حوالے کر دیتا ہے - مگر عام قارئین اور آپ سے ہم اس افسانے سے یقیناً محظوظ بلکہ متاثر ہوں گے -

دعاؤں کے ساتھ

مخلص

احمد ندیم

Mian Chambers. 3, Temple Road, Lahore (Pakistan)